رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۵۱۸

قادیان

روزنامہ

الفضل

ایڈیٹر:- غلام نبی

قیمت یکصد ۱

The DAILY ALFAZL QADIAN.

قیمت ششماہی اندرون ہند ۸ عہ

قیمت ششماہی بیرون ہند ۹ لعہ

جلد ۲۳	مورخہ ۱۳ شوال ۱۳۵۴ھ	یوم پنجشنبہ	مطابق ۹ جنوری ۱۹۳۶ء	نمبر ۱۶۰

مدینۃ المسیح

قادیان ۷ جنوری۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق آج کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کو نزلہ اور کھانسی کی ابھی تک شکایت ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرماتے رہیں:۔

حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب سول سرجن کی صحت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ آپ رخصت پر ہیں۔ اور چند روز سے روزانہ نور ہسپتال میں تشریف لاکر مریضوں کا علاج فرماتے ہیں:۔

حضرت نواب محمد علی خان صاحب آف مالیر کوٹلہ مع بیگم صاحبہ جلسہ کے موقعہ پر تشریف لائے تھے۔ کل ۶۔ جنوری بذریعہ موٹر واپس تشریف لے گئے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی ایک تقریر کے ماتحت وہ مبلغین جو ان دنوں قادیان میں ہیں۔ والنٹیر کور میں باقاعدہ ٹریننگ حاصل کر رہے ہیں:۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

انسان اگر خدا تعالےٰ سے تعلق نہ رکھے تو کیڑوں سے بھی بدتر ہے

فرمایا:۔ "دنیا میں لاکھوں بکریاں بھیڑیں ذبح ہوتی ہیں۔ لیکن کوئی ان کے سرہانے بیٹھ کر نہیں روتا۔ اس کا کیا باعث ہے۔ یہی کہ اُن کا خدا سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اسی طرح ایسے انسان کی ہلاکت کی بھی آسمان پر کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ جو اس سے سچا تعلق نہیں رکھتا۔ انسان اگر خدا سے سچا تعلق رکھتا ہے۔ تو اشرف المخلوقات ہے۔ ورنہ کیڑوں سے بھی بدتر ہے۔ اس میں دو انس ہیں۔ ایک انس احکام الٰہی سے۔ دوم مخلوق الٰہی سے۔ دنیا میں دیکھا جاتا ہے۔ کہ کئی ایک محض بے گناہ قید ہو جاتے ہیں۔ اور ظالمانہ دست اندازیوں کا نشانہ بنتے ہیں۔ مگر اس کا باعث یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ خدا کے احکام کی پوری پرواہ نہیں کرتے۔ اور دعاؤں سے اس کی پناہ نہیں چاہتے۔ اور شریعت میں بالکل لاپرواہ ہوتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ بھی ان سے لاابالی کا معاملہ کرتا ہے۔ ورنہ ان کا خدا سے سچا تعلق ہوتا۔ تو ہرگز ممکن نہیں تھا۔ کہ وہ اپنے دوست کو دشمنوں کے ہاتھوں میں یوں چھوڑے۔ کیونکہ وہ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ اور نَحْنُ اَوْلِیٰٓـؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ کا وعدہ کرتا ہے۔ آدم علیہ السلام کامل انسان تھے۔ تو فرشتوں کو سجدہ (اطاعت) کا حکم ہوا۔ اسی طرح اگر ہم میں سے ہر ایک آدم بنے۔ تو وہ بھی فرشتوں سے سجدہ کا مستحق ہے۔" (الحکم ۱۰۔ فروری ۱۹۰۵ء)

مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے قلم سے

(۱) سال دوم کی تحریک جدید کے اعلان پر ایک ماہ سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ کیا آپ نے اس عرصہ میں اپنے فرائض کو ادا کر دیا؟

(۲) تحریک جدید کے وعدوں کی آخری میعاد ۱۵ جنوری ہے۔ اس تاریخ کے بعد کا کوئی وعدہ قبول نہ کیا جائے گا۔ سوائے ان ممالک کے جن کو مستثنیٰ کیا گیا ہے۔

(۳) مومن کی علامت یہ ہے۔ کہ وہ سابق بالخیرات ہوتا ہے۔ پس آپ کا صرف یہی فرض نہیں کہ ۱۵ جنوری سے پہلے اپنے وعدہ سے اطلاع دیدیں۔ بلکہ جسقدر پہلے آپ وعدہ لکھاتے ہیں۔ اسی قدر زیادہ ثواب کے آپ مستحق بنتے ہیں:

(۴) تحریک جدید کے وعدے کے پورا کرنے کی آخری میعاد ہندوستان کیلئے ۳۱ دسمبر ہے۔ (خطبہ میں تاریخ غلط شائع ہو گئی تھی) لیکن جو شخص جسقدر جلد پہلے رقم ادا کرتا ہے۔ اتنا ہی زیادہ ثواب کا مستحق ہے۔ سوائے اس کے جو خدا تعالےٰ کی نگاہ میں معذور ہو:

(۵) جس قدر پہلے رقم جمع ہو جائے۔ اتنا ہی زیادہ اس سے خدمتِ دین میں فائدہ پہونچ سکتا ہے:

(۶) بے شک یہ چندہ اختیاری ہے۔ لیکن یاد رہے کہ اختیاری چندہ ہی زیادہ ثواب کا موجب ہوتا ہے:

(۷) دشمن اپنے سارے لشکر سمیت اسلام اور احمدیت پر حملہ آور ہے۔ اسلام اور احمدیت آپ سے ہر ممکن قربانی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ تاریکی کے فرزندوں اور نور کے فرزندوں میں ضرور نمایاں فرق ہونا چاہیئے:

(۸) اس تحریک کا ہر شخص کے کان تک پہونچ جانا ضروری ہے۔ پس یہ بھی ثواب کا کام ہے۔ کہ آپ اپنے بھائی تک اس کی اطلاع پہونچا دیں۔ اور اسے اس میں شامل ہونے کی تحریک کریں۔ جو آپ کی تحریک پر حصہ لیتا یا زیادہ حصہ لیتا ہے۔ اس کے ثواب میں آپ بھی برابر کے شریک ہوں گے:

(۹) خدا تعالےٰ کے کام بندوں کی مدد کے محتاج نہیں۔ وہ اپنے کام خود اپنے ہاتھ سے کرتا ہے۔ مگر مبارک ہے وہ جس کے ہاتھ کو خدا تعالےٰ اپنا ہاتھ قرار دیدے۔ کہ وہ برکت کو پا گیا۔ اور رحمت کا وارث ہو گیا: والسلام

خاکسار:۔ مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی

کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے امتحان کا نتیجہ

مندرجہ ذیل دوست جنہوں نے امتحان کتب مسیح موعود ۱۹۳۵ء میں شرکت کی تھی پاس ہو گئے ہیں۔ باقاعدہ سندات بعد میں بھجوائی جائیں گی: (ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

رول نمبر	نام معہ پتہ	نمبر حاصل کردہ	رول نمبر	نام معہ پورا پتہ	نمبر حاصل کردہ
۱	سید عباس علی شاہ صاحب سندھ	۵۵/۱۰۰	۶۱	آمنہ خاتون صاحبہ بنت بھائی محمود احمد صاحب قادیان	۷۱/۱۰۰
۱۸	صاحبزادی امۃ الحمید صاحبہ قادیان	۵۶/۱۰۰	۶۲	حافظ بشیر احمد صاحب جامعہ احمدیہ قادیان	۸۲/۱۰۰
۲۰	مسعودہ بیگم صاحبہ جالندھر کینٹ	۶۳/۱۰۰	۶۳	غلام احمد صاحب " " "	۶۹/۱۰۰
۲۲	فدا محمد صاحب حجانہ لائلپور	۴۹/۱۰۰	۷۰	صدرالدین صاحب بزم احمد مدرسہ احمدیہ قادیان	۶۸/۱۰۰
۲۴	حبیب اللہ صاحب معرفت سید بشارت احمد صاحب حیدرآباد دکن	۵۴/۱۰۰	۷۱	عنایت اللہ صاحب جامعہ احمدیہ قادیان	۴۰/۱۰۰
۳۲	محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل "	۵۷/۱۰۰	۷۲	محمد اعظم صاحب جامعہ احمدیہ قادیان	۵۳/۱۰۰
۳۳	احمد عبد اللہ صاحب "	۵۶/۱۰۰	۷۳	ماسٹر محمد ذکاء اللہ خانصاحب ٹیچر بھائی پھیرو ضلع لاہور	۴۲/۱۰۰
۳۷	غلام احمد صاحب "	۵۱/۱۰۰	۷۴	محمد ابراہیم صاحب انگوالوی مدرسہ احمدیہ قادیان	۴۷/۱۰۰
۳۹	محمد لقمان صاحب "	۷۵/۱۰۰	۷۷	خوشی محمد صاحب کپور تھلوی مدرسہ احمدیہ قادیان	۶۱/۱۰۰
۴۱	عبد القادر صاحب "	۶۷/۱۰۰	۷۹	شمس الدین صاحب مدرسہ احمدیہ قادیان	۴۲/۱۰۰
۴۹	بنت میر محمد سعید صاحب "	۴۱/۱۰۰	۸۰	بشیر احمد صاحب منیر " " "	۴۴/۱۰۰
۵۴	بابو عبد اللطیف صاحب سماٹرا	۵۹/۱۰۰	۸۴	شیر محمد صاحب معرفت ڈاکٹر محمد حسین صاحب سکھر سندھ	۴۲/۱۰۰
۵۵	محمد احسان الحق صاحب مونگھیر	۴۷/۱۰۰	۸۵	امینہ رشیدہ صاحبہ قادیان	۴۰/۱۰۰
۵۷	کلیم اللہ صاحب جامعہ احمدیہ قادیان	۴۷/۱۰۰			
۵۸	امین الدین عباسی صاحب کراچی	۶۳/۱۰۰			
۵۹	بشیر احمد صاحب جامعہ احمدیہ قادیان	۶۹/۱۰۰			
۶۰	فاطمہ خاتون صاحبہ بنت بھائی محمود احمد صاحب قادیان	۴۷/۱۰۰			

احمدیت ترک کر کے نہ انسان دنیا کا رہتا ہے نہ دین کا!

بخدمت مولانا۔ مرشدنا۔ ہادینا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عرض ہے۔ کہ جس دن سے میں نے احمدیت کا انکار کیا ہے۔ ہر طرف سے سخت مصیبتوں اور تکلیفوں میں مبتلا ہوں۔ جناب عالی دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ میرے اس قصور کو معاف فرمائے۔ اور احمدیت کے ذریعے میرے اعمال اور اخلاق میں ایک نمایاں تبدیلی پیدا کر رہے ہیں۔ احمدیت کا زندہ معجزہ ہوں۔ میں نے احمدیت کی صداقت اپنی ان گنہگار آنکھوں سے دیکھ لی ہے۔ اور انشاء اللہ اب ایک تجربہ کار سپاہی کی طرح اس فوج کا سپاہی ہونگا میں نے اب اچھی طرح دیکھ لیا ہے۔ کہ احمدیت ہی خدا کا سچا پیغام ہے۔ اسکو چھوڑ کر انسان کتنی نمازیں پڑھے۔ کتنے روزے رکھے۔ کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ دعائیں احمدیت میں ہی قبول ہوتی ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کو ملنے کا زینہ احمدیت ہی ہے احمدیت کو چھوڑ کر انسان نہ دنیا کا رہتا ہے اور نہ دین کا۔ بدبخت ہیں وہ لوگ جو احمدیت کی قدر نہیں کرتے اور اس سے منحرف رہتے ہیں۔ میں نے خوابوں میں بھی احمدیت کی صداقت دیکھی ہے۔ یہ خدا کا بڑا احسان ہے۔ کہ اس نے مجھ کو عنقا (؟) اور پھر مجھے اس سچے دین میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ میری درخواست منظور کی جائے۔ اور میرے لئے درد دل سے دعا کی جائے۔ کہ مولا کریم مجھے اپنے خاص فضل میں جگہ دے اور اپنے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۱۳ شوال ۱۳۵۴ھ

پنجاب میں مسلمانوں کی عبرتناک حالت

مسجد شہید گنج کا حادثہ اور اس کے بعد کے واقعات مسلمانوں کی آنکھیں کھولنے اور انہیں ہوش میں لانے کے لئے کافی تھے۔ وہ دیکھ رہے تھے۔ کہ ایک مقدس اسلامی یادگار بلا وجہ۔ اور بلا ضرورت محض ان کی دل آزاری اور اپنی قوت کی نمائش کے لئے شہید کر دی گئی ہے ایک طرف تو حکومت کے نمائندے باوجود مسجد کی حفاظت کا وعدہ کرنے کے نہ صرف اس کے انہدام کو نہ روکا۔ بلکہ اس کے لئے آسانیاں مہیا کیں۔ دردِ دل کا اظہار کرنے والے نہتے اور پُر امن مسلمانوں پر گولیاں چلائی گئیں۔ اور دوسری طرف ہندوؤں اور سکھوں نے متحد ہو کر مسلمانوں کا ناطقہ بند کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ ۳۰۔ نومبر کا جلوس۔ اور اس کے بعد کے واقعات دراصل ہندو اور سکھوں کی متحدہ طاقت کا وہ مظاہرہ تھا۔ جو مسلمانوں کے خلاف ضروری سمجھا گیا۔ اور جس کے متعلق ہندو اخبارات نے صاف الفاظ میں لکھدیا۔ کہ اگر مسلمان مسجد شہید گنج کے انہدام کے سلسلہ میں جلوس نہ نکالتے۔ تو ہندوؤں اور سکھوں کو بھی اس قسم کا مظاہرہ کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ جس قسم کا ۳۰۔ نومبر کو کیا گیا۔ علاوہ ازیں اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر ہندوؤں اور سکھوں نے اس سے پنجاب میں نئے آئین کے نفاذ کی مخالفت شروع کر دی ہے۔ کہ کیوں جداگانہ انتخاب قائم رکھا گیا۔ اور کیوں مسلمانوں کو اپنی آبادی کی نسبت بہت قلیل اکثریت دی گئی ہے اس بارے میں بیرون پنجاب کے مشہور ہندو لیڈروں نے نہ صرف ان کی پیٹھ ٹھونکی بلکہ بعض نے ان کے پاس پہونچ کر انہیں ہمت بھی بندھائی ہے۔

یہ سب کچھ مسلمانان پنجاب نے دیکھا۔ وہ اس کے خطرناک نتائج بآسانی قیاس میں لاکر اپنے بچاؤ کی ضرورت محسوس کر سکتے تھے اور یہ بھی سمجھ سکتے تھے۔ کہ انہیں اس وقت باہمی اتحاد و اتفاق کی کس قدر ضرورت ہے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ وہ ایسے نازک وقت میں بھی اسی پرانے شغل میں مصروف ہیں۔ یعنی ایک دوسرے کی تخریب میں منہمک ہیں۔ عین اس وقت جبکہ مسجد کے انہدام کی مصیبت نازل ہو رہی تھی۔ احرار سخت غداری کے مرتکب ہو کر عام مسلمانوں کی جڑیں کاٹنے میں مصروف ہو گئے۔ اور آجتک وہ ایک طرف تو مسلمانوں کو نقصان پہنچانے میں۔ اور دوسری طرف غیر مسلموں کے ہاتھ مسلمانوں کے مفاد فروخت کر دینے میں بڑھتے ہی جا رہے ہیں۔ مسلمانان پنجاب نے پیر جماعت علی شاہ صاحب کو " امیر ملت " منتخب کر کے سمجھا۔ کہ وہ تمام مسلمانوں کو کسی ایک نقطہ پر جمع کر کے اغیار کی دست برد سے بچا سکیں گے۔ لیکن اس میں بھی کامیابی کی کوئی صورت پیدا نہیں ہوئی۔ احرار اور سردارِ اہلحدیث مولوی ثناء اللہ صاحب تو شروع سے ہی پیر جماعت علی صاحب کی مخالفت کرتے چلے آرہے ہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے پیر صاحب کے ہاتھ پر جمع ہونے اور ہر قسم کی قربانیاں کرنے کا اعلان کیا تھا۔ ان کی جدوجہد بھی باہمی لڑائی جھگڑے۔ اور اختلاف و انشقاق تک محدود ہو کر رہ گئی ہے۔ وہ تا حال نہ صرف اصل مقصد کی خاطر کوئی عملی قدم نہیں اٹھا سکے بلکہ لائحہ عمل بھی طے نہیں کر سکے۔ اور حد یہ کہ لائحہ عمل طے کرنے کے لئے کوئی جلسہ بھی نہیں کر سکے۔ بار بار کے التوا کے بعد اعلان کیا گیا تھا۔ کہ ۱۰-۱۱-۱۲۔ جنوری کو لاہور میں ایک نمائندہ کانفرنس منعقد کی جائے گی قبل اس کے کہ حکومت نے لاہور کے موجودہ حالات کی وجہ سے اس کی ممانعت کی۔ کانفرنس منعقد کرنے والوں کا آپس میں جھگڑا شروع ہو گیا ایک فریق نے اعلان کر دیا۔ کہ پیر صاحب نے پھر کانفرنس ملتوی کر دی ہے۔ مگر دوسرے فریق نے شائع کرا دیا۔ کہ کانفرنس کے انعقاد کی تیاریاں ہو رہی ہیں اور حضرت پیر صاحب خود ان تیاریوں کی نگرانی فرما رہے ہیں۔

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں کی حالت کس درجہ عبرتناک اور کس قدر اندوہناک ہو چکی ہے۔ اگر یہی سلسل دنہار رہے۔ اور مسلمانوں نے اس تباہ کن طریق عمل کو بدل کر متحدہ قومی اور مذہبی مقاصد کے لئے پختہ اتحاد نہ کیا۔ تو وہ وقت دور نہیں جبکہ ان کے لئے صرف ذلت ہی ذلت باقی رہ جائے گی۔

کانگرس کے جشن جوبلی پر مسلمانان کلکتہ کو کیا ملا

کانگرس کے جشن جوبلی میں شریک ہونے کے لئے احرار اور جمعیۃ العلماء دہلی نے مسلمانوں کو جو پُر زور تحریک کی۔ اس کا کلکتہ کے مسلمانوں کو دم نقد بدلا مل گیا۔ اس کے متعلق جو خبریں اخبارات میں شائع ہوئی ہیں۔ ان کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ مسلمان نمازِ عید پڑھ رہے تھے۔ کہ یکایک بندے ماترم کے نعرے سنائی دیئے۔ ساتھ ہی بگل کی آواز بھی آئی۔ اور پھر تصادم ہو گیا جس سے ہندو و مسلمان زخمی ہوئے اور پولیس نے امن قائم کیا۔

یہ ہے اس کانگرس کی مسلمانوں کے متعلق تازہ کارگزاری جس کے متعلق احرار کی طرف سے پُر زور اعلان کئے گئے۔ کہ اس کی جوبلی کی تقریب میں شامل ہو کر اسے تقویت پہنچائی جائے۔ کہ حکومت انگریزی کی موجودگی میں وہ یہ گوارا نہیں کر سکتی۔ کہ مسلمان اپنی ایک مذہبی تقریب امن کے ساتھ منا سکیں۔ کلکتہ وہ مقام ہے۔ جہاں کانگرس کے سرکردہ لیڈر موجود ہیں۔ پھر مسلمانوں کو عید کی نماز پڑھانے والے مولانا ابوالکلام آزاد تھے۔ جو کانگرس کے مشہور رکن اور اس کے بہت بڑے شیدائی ہیں۔ مگر باوجود اس کے مسلمانوں کو کانگرسی سورماؤں کے ہاتھوں اس وقت تک امن نصیب نہ ہوا جب تک انگریزی حکومت کی پولیس نے مداخلت نہ کی۔" ترجمانِ احرار " مجاہد " نے " کانگرس جوبلی " کی کامیابی پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

" سوائے کلکتہ کے جہاں بدقسمتی سے کسی قدر فساد ہوا۔ اور کسی جگہ سے کسی ناخوشگوار واقعہ کی خبر نہیں آئی "

گویا کانگرس کا مسلمانوں سے کسی رنگ میں اچھا سلوک کرنا تو الگ رہا کسی ناخوشگوار واقعہ کا پیدا نہ کرنا بھی اتنا بڑا احسان ہے۔ کہ کلکتہ میں مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ کیا گیا۔ اس کا انہیں ذکر تک نہیں کرنا چاہئے۔ لیکن ہر سمجھدار مسلمان سمجھ سکتا ہے۔ کہ اسوقت جس کانگرس کا مسلمانوں کے ساتھ یہ سلوک ہے اس پر آئندہ کے متعلق کہاں تک اعتماد کیا جا سکتا ہے اور جو لوگ کانگرس کی غلامی اختیار کرنے پر زور دے رہے ہیں۔ وہ کیسے خطرناک غدار ہیں۔

" ترجمانِ احرار " کا شرمناک طریق عمل اور حکومت

جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے۔ احمدیت کے مقابلہ میں احرار جوں جوں ناکام۔ اور ذلیل ہوتے جا رہے ہیں۔ وہ کمینگی۔ اور شرارت۔ بدزبانی اور افترا پردازی میں بڑھتے جا رہے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ اس طرح پھر وہ اپنے قدم جما سکیں گے۔ اور مسلمانوں کو دھوکہ اور فریب میں مبتلا کر کے انہیں لوٹنے کا موقعہ پیدا کر سکیں گے۔ چنانچہ کچھ دنوں سے " مجاہد " میں بالکل فرضی۔ سراسر جھوٹی۔ اور نہایت ناپاک داستانیں جماعت احمدیہ کی دل آزاری کے لئے شائع کی جا رہی ہیں۔ اور جماعت احمدیہ کے مقدس پیشواؤں اور بزرگوں کی توہین کر کے فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ کس قدر حیرت کا مقام ہے۔ کہ وہ حکومت جس نے شہید گنج کے حادثہ کے وقت کئی دنوں تک مظلوم مسلمانوں کے اخبارات کا ناطقہ قیامِ امن کے نام سے بند رکھا۔ اور انہیں سچی باتیں شائع کرنے سے محروم کر دیا۔ اس نے ایک عرصہ سے احرار کو ان الزام تراشیوں اور فتنہ انگیزیوں کی اجازت دے رکھی ہے۔ جن میں صداقت کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا۔ اور جو جماعت احمدیہ کے لئے نہایت ہی صبر آزما ہیں۔ اور اگر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جماعت کو بار بار صبر کی تلقین نہ کی جائے۔ تو وہ نتیجہ نکل چکا ہوتا۔ جو ایسے حالات میں لازمی ہے حکومت کا فرض ہے۔ کہ احرار کو اس شرمناک فتنہ انگیزی سے روکے ورنہ نتائج کی ساری ذمہ داری اس پر عائد ہوگی

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی نہایت اہم نصائح مبلغین سلسلہ عالیہ احمدیہ کو

(۱) خوشی اور رنج کے جذبات ایک حد کے اندر محدود رکھو (۲) انواع و اقسام کے کاموں میں اپنے اوقات صرف کرو (۳) احمدی نقطۂ نگاہ سے اہم مسائل کو حل کرو۔

۴ جنوری بیرونی ممالک سے واپس آنے والے مبلغین صوفی مطیع الرحمن صاحب ایم۔ اے اور مولوی محمد صادق صاحب اور انگلستان و فلسطین جانے والے مبلغین مولوی جلال الدین صاحب و مولوی محمد سلیم صاحب کی دعوت چائے کے موقعہ پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حسب ذیل تقریر فرمائی:

یہ دعوت اپنے اندر

متضاد جذبات کی نمائش

رکھتی ہے۔ اس میں ان دوستوں کو ایڈریس دیا گیا ہے جو ہندوستان سے باہر اسلام کی تبلیغ کرکے واپس آئے ہیں۔ اور اس میں ان کو بھی ایڈریس دیا گیا ہے۔ جو ہندوستان سے باہر تبلیغ اسلام کے لئے جا رہے ہیں۔ گویا ایک حصہ ایڈریس بظاہر خوشی کے جذبات پر مشتمل ہے۔ اور دوسرا حصہ بظاہر غم اور رنج کے جذبات پر مشتمل ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ یہ موقعہ

دنیا کی عام حالت

کا ایک نقشہ ہے۔ اور اس سے ہمیں بہت بڑا سبق ملتا ہے۔ جو بات اس دعوت میں اتفاقی طور پر پیدا ہو گئی ہے۔ وہ خدا تعالیٰ نے دنیا میں ارادی طور پر پیدا کی ہوئی ہے۔ اور ایک وقت میں یہ دونوں باتیں جاری ہوتی ہیں۔ یعنی خوشی بھی اور رنج بھی۔ ایک غلط کار انسان خوشی کی گھڑیوں میں خیال کر لیتا ہے۔ کہ اس کے لئے رنج اور تکلیف کا کوئی موقعہ ہی نہیں اور ایک نادان انسان رنج اور مصیبت کی گھڑیوں میں سمجھ لیتا ہے۔ کہ اس کے لئے کوئی خوشی باقی نہیں۔ حالانکہ بسا اوقات رنج اور خوشی توام ہوتی ہیں۔ بسا اوقات جبکہ کوئی شخص خوشی منا رہا ہوتا ہے۔ رنج اور مصیبت اس کے دروازہ پر کھڑی اسے جھانک رہی ہوتی ہے۔ اور بسا اوقات جبکہ کوئی شخص دکھ اور تکلیف کی حالت میں سمجھ لیتا ہے۔ کہ اس کے لئے خوشی نابود ہو چکی ہے۔ خوشی اس کی پیٹھ کے پیچھے ناچ رہی ہوتی ہے۔

اس ایڈریس کا موقعہ بھی دنیا کی عام حالت کا نقشہ اتفاقی طور پر بن گیا ہے۔ جب ان جذبات پر نگاہ ڈالی جاتی ہے۔ جو باہر سے آنے والے مبلغین کو دیکھ کر پیدا ہوتے ہیں۔ یہ دونوں مبلغ اس وقت اتفاقاً دائیں طرف بیٹھے ہیں یا بالارادہ۔ ان کو دیکھ کر جب خوشی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ تو بائیں طرف نگاہ کرنے سے جہاں جانے والے مبلغ بیٹھے ہیں۔ معاً ایک شاعر کی زبان میں یہ آواز آتی ہے کہ ؎

جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے

اسی طرح جب ہم بائیں طرف دیکھ کر سمجھتے ہیں۔ کہ ہمارے جسم کے ٹکڑے اور ہمارے عزیز دوست ہم سے جدا ہو کر جا رہے ہیں۔ تو دائیں طرف سے آواز آتی ہے ؎

انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی

یہی نقشہ ساری دنیا میں نظر آتا ہے۔ اس میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ انسان کو اپنے جذبات ایک حد کے اندر رکھنے چاہئیں۔ کیونکہ کسی

ایک طرف ڈھلک جانیوالا انسان

ہمیشہ ناکام و نامراد رہتا ہے۔ تمام انسان دو قسموں میں منقسم ہیں۔ ایک قسم کے لوگ طبعی طور پر خوشی کے جذبات کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ وہ ہر چیز کا روشن پہلو لینے کے عادی ہوتے ہیں۔ ان کو انگریزی میں اپٹی مسٹ (optimists) کہتے ہیں اور دوسری قسم کے لوگ فطری طور پر ہر چیز کا تاریک پہلو دیکھنے اور مایوسی کے جذبات کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ ان کو انگریزی میں Pessimists کہتے ہیں۔ لیکن

سچائی اور کامیابی کا گر

درمیان میں ہوتا ہے۔ وہ لوگ جو کسی چیز کے بھی تاریک پہلو کو نظر انداز نہیں کرتے۔ اور روشن پہلو کو بھی نہیں چھوڑتے۔ وہ کامیابی کا گر پا لیتے ہیں۔ کیونکہ جب کبھی دنیا میں کسی قوم کے لئے کامیابیاں آتی ہیں۔ تنزل کا بیج ضرور ساتھ لاتی ہیں۔ جب کسی قوم پر تنزل کے ایام آتے ہیں۔ تو کامیابی کے سامان ساتھ لاتے ہیں۔ ہوشیار آدمی ان سے کام لیتا اور پانسہ پلٹ دیتا ہے۔ لیکن بے وقوف ایسا نہیں کرتا۔ اس لئے نقصان اٹھاتا ہے۔

میں سمجھتا ہوں اس ایڈریس میں جانے والے اور آنے والے دوستوں کے لئے ایسا سبق ہے۔ جس سے فائدہ اٹھا کر بہت کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے۔ جو آنے والے دوست ہیں ان کے لئے باتیں سننے کے تو انشاء اللہ بہت سے مواقع ہیں۔ مگر جانے والوں کے لئے یہ ملاقات کا آخری موقعہ ہے۔ اس لئے میں انہی کو مخاطب کرکے چند باتیں بیان کرتا ہوں۔ ان کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ انہیں

تبلیغ اسلام کے رستہ میں

کئی قسم کے حادثات پیش آئیں گے۔ کئی اونچ نیچ کے واقعات پیدا ہوں گے۔ جب وہ لوگوں کو تبلیغ کریں گے۔ تو بعض تالیاں بجائیں گے۔ نعرے بھی لگائیں گے۔ مگر ان کے دلوں میں موافقت نہ ہوگی۔ وہ اسلام کی صداقت کے قائل نہ ہوں گے۔ بلکہ وہ امور کی تائید نہیں کریں گے۔ تمہیں ان کے ظاہری حالات کو دیکھ کر خوش نہیں ہونا چاہیئے۔ اور ان ظاہری حالات سے متاثر ہو کر یہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ ہمارا راستہ بالکل

پُر امن اور صاف

ہے۔ ہمیں کوئی مشکلات پیش نہ آئیں گی۔ ہماری باتیں سب لوگ بخوشی قبول کر لیں گے۔

پھر کئی جگہ ایسا ہوگا۔ کہ آپ لوگ دین کی باتیں سنائیں گے۔ مگر لوگ نہیں سنیں گے۔ تکالیف پہنچائیں گے۔ بُرا بھلا کہیں گے۔ مگر ایسے موقعوں پر مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ امید رکھنی چاہیئے۔ کہ خدا تعالیٰ نے ضرور کامیابی عطا کرے گا۔ وہ اتفاق اور وہ تائید جو کسی کے دل سے نہیں نکلتی۔ سلسلہ احمدیہ کے لئے مفید نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح نہ وہ بے پروائی اور ایذا رسانی جس کا سامنا ہو مضر ہو سکتی ہے۔ بالکل ممکن ہے کہ جو ظاہرا طور پر تعریف و توصیف کرنے والے ہوں۔ وہ یہ خیال کریں۔ کہ ان کا یہ رویہ ان کے لئے مضر ہے۔ اور وہ مخالفت شروع کر دیں۔ اسی طرح یہ بالکل ممکن ہے مخالفت کرنے والے محسوس کریں۔ کہ ان کا رویہ شریفانہ نہیں ہے۔ اور وہ اسے بدل کر تائید کرنے لگ جائیں۔ اس قسم کی باتوں سے مبلغ کو متاثر نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن حالت یہ ہے کہ ذرا کسی مبلغ کو کوئی

خوشکن بات

معلوم ہو۔ وہ لکھ دیتا ہے کہ عنقریب یہ سارا ملک فتح ہو جائے گا۔ اور ذرا تکلیف پیش آ جائے۔ تو لکھ دیتا ہے۔ کہ اس ملک میں تبلیغ کرنے سے قطعاً کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا اگر مبلغوں کی اس قسم کی خط و کتابت کا چارٹ تیار کیا جائے۔ تو وہ ٹائیفائڈ کے چارٹ کی طرح کا ہوگا جس میں بخار کا اندازہ لگانے والی لکیر کبھی اوپر ہوتی ہے کبھی یک لخت نیچے چلی جاتی ہے۔ ایک مبلغ ایک ہی ملک میں ایک وقت اپنے آپ کو کامیاب سمجھتا ہے۔ لیکن وہی مبلغ اسی ملک میں دوسرے وقت اپنے آپ کو بالکل ناکام قرار دے رہا ہوتا ہے۔ اور اس طرح لکیر یک لخت نیچے چلی جاتی ہے۔ وجہ یہ کہ وہ لوگوں کے

ظاہری اور وقتی حالات

سے متاثر ہو کر جھٹ ایک رائے قائم کر لیتے ہیں حالانکہ ایسے لوگ جو ظاہرا طور پر تائید کر رہے ہوں۔

ہدایت نہیں پا سکتے۔ اور جو بظاہر منافقت میں لگے ہوئے ہوں۔ ان کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ وہ ہدایت نہیں پا سکیں گے۔ ان دونوں قسموں کے لوگوں کو دیکھ کر کوئی رائے قائم کرنا صحیح طریق نہیں ہے۔ صحیح طریق وہی ہے۔ جس میں وقتی جذبات کو شامل نہ کیا جائے۔ کیونکہ وقتی جذبات بدلتے رہتے ہیں۔ ہر انسان کے متعلق جب ہم دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کے بعض جذبات طبعی ہوتے ہیں۔ اور بعض عارضی۔ ماں باپ کو اپنی اولاد سے۔ بیوی خاوند کو ایک دوسرے سے۔ بھائی کو بہن سے۔ اور بہن کو بھائی سے ایک دائمی محبت ہوتی ہے۔ اور ایک وقتی۔ جو تفصیلی امور سے تعلق رکھتی ہے۔ ایک بیٹے کے متعلق ایک وقت باپ یہ خیال کرتا ہے۔ کہ یہ نالائق ہے۔ اس سے مجھے کیا تعلق۔ لیکن دوسرے وقت وہ کہتا ہے۔ یہ بیٹا میرا سہارا ہے۔ اس کے سوا میرا اور کون ہے۔

مبلغین کو چاہیئے۔ کہ جب وہ

تبلیغی امور کے متعلق رپورٹ

لکھیں۔ تو عارضی جذبات۔ اور وقتی معاملات کو نظر انداز کر کے اصل حقیقت بیان کیا کریں۔ کیونکہ صبح کے واقعات شام کو۔ اور شام کے واقعات صبح کو غلط ثابت ہو جاتے ہیں۔ اور ان پر زور دینا اپنی کمزوری کو ظاہر کرنا ہوتا ہے۔ تمہیں چاہیئے۔ کہ ہر قسم کے واقعات میں سے اس چیز کو لے لو۔ جو حقیقی ہے۔ اور جو تار کے طور پر سب واقعات میں چلی جاتی ہے۔ دیکھو تسبیح کو اگر کسی جگہ سے پکڑ کر لٹکا دیا جائے۔ تو اس کا ایک حصہ اوپر ہو جائے گا اور دوسرا نیچے۔ مگر یہ اس کی ظاہری حالت ہوگی ورنہ تاگا ایک ہی ہوگا۔ جو اوپر نیچے یکساں چلا گیا۔ یہی حالت قوموں کی ہوتی ہے۔ اور اسی کو بدلنا۔ اور اسی کی

اصلاح کرنا ہمارا فرض ہے۔

ایک بڑے مضبوط آدمی کو نزلہ اور زکام کی شکایت ہو جاتی ہے۔ لیکن ایک کمزور محفوظ رہتا ہے۔ اس سے اگر کوئی یہ اندازہ لگائے کہ جس کو زکام نہیں ہوا۔ وہ زیادہ طاقتور ہے اور وہ جسے زکام ہوا۔ وہ کمزور ہے۔ تو یہ غلط ہوگا طاقت اور کمزوری کے لئے صحت کے اصل رشتے اور تار کو دیکھنا چاہیئے۔ نہ کہ ایک آدھ دن کی بیماری۔ یا صحت کو دیکھنا چاہیئے۔ اگر آپ لوگ اس نکتہ کو یاد رکھیں گے۔ تو نہ خوشی کے وقت اصل حقیقت آپ کی آنکھوں سے اوجھل ہوگی۔ نہ کوئی غم اور تکلیف آپ کو مایوس کرے گی اور نہ اتار اور چڑھاؤ کے جذبات سے آپ لوگ متاثر ہوں گے۔ کیونکہ دیکھ سکیں گے۔ کہ حقیقت وہ ہے۔ جو ان سب واقعات کے بیچ میں سے اسی طرح سے گزرتی ہے جس طرح منکوں میں سے تاگا۔

پس جب تم

تبلیغ اسلام کا کام

کرو۔ تو نتائج کا انحصار درمیانی واقعات پر مت رکھو۔ اسی طرح جب تم رپورٹ لکھو۔ تو بھی اس بات کو مدنظر رکھو۔ یہ وہ بیک گراؤنڈ ہے۔ جس پر تمہاری جد و جہد کی بنیاد ہونی چاہیئے اور یہ اکثر ظاہر کے خلاف ہوا کرتی ہے۔ تمہیں اپنے کام میں پس پردہ حالات کو نگاہ میں رکھنا چاہیئے۔ اور انہی پر انحصار کرنا چاہیئے۔

دوسری بات میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ

کام کرنے کا معیار

دنیا میں عام طور پر فرق رکھتا ہے۔ کئی لوگ تھوڑا کام کرتے ہیں۔ لیکن سمجھتے ہیں۔ وہ بڑا کام کرتے ہیں۔ کئی لوگ بہت کام کرتے ہیں۔ اور وہ سمجھتے ہیں۔ کہ تھوڑا کیا۔ صحیح طریق یہ ہے۔ کہ دوسری قوموں کے کام کا اندازہ لگا کر اسے اقل ترین معیار قرار دیا جائے۔ اور پھر اپنے کام کو دیکھا جائے۔ کہ وہ کس قدر ہے۔ کام کا وہ اندازہ جو اپنی طبیعت کی حالت سے لگایا جائے۔ وہ طبیعت کی پریشانی کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ کہ بہت کام کیا۔ یا کم۔ لیکن طبیعت کے پریشان ہونے سے جو بوجھ اور تکان محسوس ہوتی ہے وہ اس بات کا ثبوت نہیں ہوتا۔ کہ بہت کام کیا بلکہ یہ کام کرنے کے خلاف جذبہ ہوتا ہے۔ میرا یہ احساس ہے۔ جس کا میں کئی بار اظہار کر چکا ہوں۔ اور شائد مجلس میں اس کا بیان کرنا موزوں نہ ہو۔ مگر چونکہ اس بات کی

اصلاح کی ضرورت

ہے۔ اس لئے میرے نزدیک اس کے بیان کرنے میں حرج نہیں۔ میرا احساس یہ ہے۔ کہ ہمارے مبلغین عام طور پر کام کرنے کے معنی نہیں سمجھتے۔ میں جو کچھ ان کے متعلق سمجھا ہوں۔ ممکن ہے۔ وہ غلط ہو۔ مگر میرا خیال ہے۔ کہ اس وقت مبلغ جو کام کر رہے ہیں۔ انسانی نقطہ نگاہ سے اس سے دس گنا زیادہ کام کیا جا سکتا ہے۔ اگر وہ صحیح طور پر اپنے اوقات صرف کریں۔ میں یہ نہیں کہتا۔ کہ وہ دیدہ دانستہ فارغ بیٹھے رہتے ہیں۔ مگر یہ ضرور کہتا ہوں کہ جسے وہ کام گنتے ہیں۔ اس کے لحاظ سے وہ فارغ رہتے ہیں۔ میں نے بار بار مبلغین کو توجہ دلائی ہے۔ کہ ان کے

کام کے معنی صرف تقریریں کرنا نہیں

جب تک وہ اپنا کام صرف تقریریں کرنا سمجھیں گے اس وقت تک ان کا بہت سا وقت فارغ ہی رہے گا۔ کیونکہ سارا دن کوئی شخص تقریریں نہیں کر سکتا۔

میں خدا تعالےٰ کے فضل سے بہت دیر تک بول سکتا ہوں۔ اور جن لوگوں سے میں ملا ہوں ان میں سے کوئی ایسا نہیں۔ جو باوجود اس کے کہ میری صحت کمزور ہے۔ مجھ سے زیادہ دیر تک بول سکتا ہو۔ مگر میں جانتا ہوں۔ کہ تقریر کرنے کے بعد اس قدر کوفت ہوتی ہے۔ کہ جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ممکن ہے میرا یہ اندازہ اپنے متعلق ہو۔ اور کوئی اور شخص ہر روز ۱۲۔ گھنٹے بول سکتا ہو۔ اور ۱۲ سال یا بیس سال یا ۵۰ سال تک روزانہ اسی طرح بول سکتا ہو۔ مگر میں یہی سمجھتا ہوں۔ کہ انسان ایک حد تک بول سکتا ہے۔ زیادہ لمبا عرصہ نہیں بول سکتا۔ اور زیادہ مدت تک نہیں بول سکتا۔ کیونکہ جس طرح انسان کا ہر ایک عضو تھکتا ہے۔ اسی طرح بولنے سے گلے میں بھی تھکاوٹ ہوتی ہے۔ اور جس طرح اور محنتیں دماغ پر اثر کرتی ہیں۔ بولنے کی محنت ان سے زیادہ اثر کرتی ہے۔

ان حالات میں یہ سمجھنا۔ کہ مبلغ کا کام صرف تقریریں کرنا ہے۔ اور وہ چھ سات گھنٹے اپنی دوسری ضرورتوں میں صرف کرنے کے بعد باقی سترہ اٹھارہ گھنٹے روزانہ کام میں لگا سکتا ہے۔ درست نہیں ہو سکتا اور جب تک مبلغ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ان کا کام صرف تقریریں کرنا ہے۔ اس وقت تک وہ فارغ ہی رہیں گے۔ باوجود اس کوفت کے جو تقریر کرنے سے انہیں ہوتی ہے۔ لیکن یہ اسی صورت میں ہوگا۔ جبکہ کوئی دوسرا کام نہ ہو۔ لیکن جب اور کام بھی ہو تو باوجود اضمحلال کی حالت کے وہ کام کر سکتے ہیں۔ میں نے اس طرف بار بار توجہ دلائی ہے۔ کہ

مبلغین کا کام

صرف تقریر کرنا نہیں۔ بلکہ تربیت کرنا ہے اور دوسروں میں کام کرنے کی روح پیدا کرنا ہے۔ پھر تالیف و تصنیف کا کام ہے۔ خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلطان القلم کا خطاب دیا ہے۔ آپ کی جماعت میں شامل ہونے والوں کو بھی اس صفت کے حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ پھر غرباء کی ترقی کا خیال رکھنا بے کاروں کو کام پر لگانے کی کوشش کرنا۔ مصیبت زدوں کو مفید مشورے دینا۔ دوسرے لوگوں کے مفید اور اچھے کاموں میں دلچسپی لینا بھی مبلغین کے لئے ضروری ہے۔ مثلاً

بیواؤں کی امداد

کرنے والی انجمنیں۔ خواہ غیر احمدیوں کی ہوں یا سکھوں کی۔ یا ہندوؤں کی۔ ان میں شامل ہو کر جو مبلغ کام کرتا ہے۔ وہ تبلیغ کا ہی کام کرتا ہے۔ اور اس قسم کے کام تبلیغ کا حصہ ہیں۔

اگر فی الحال یہ نہ سہی۔ تو اپنی جماعت کی ایسی ضروریات موجود ہیں۔ جن میں مبلغ حصہ لے سکتا ہے۔ مثلاً رشتہ ناطہ کی مشکلات کو حل کرنا۔ بے کاروں کے لئے کام تجویز کرنا۔ مصیبت زدوں سے ہمدردی کرنا۔ آپس کی ناچاقی۔ اور رنجش کو دور کرنا۔ یہ ایسی باتیں ہیں۔ کہ ان کے کرنے سے اس قسم کی تکان نہیں ہوتی۔ جو تقریر کرنے سے ہوتی ہے۔ اور اس طرح انسان سارا وقت کام میں صرف کر سکتا ہے۔ اگر ایک مبلغ اپنی رپورٹ نہیں۔ بلکہ دوسرے مبلغین کی رپورٹیں پڑھے۔ تو میرا خیال ہے۔ کہ مبلغین کے کام کے متعلق وہی اندازہ اس کا ہو۔ جو میرا ہے۔

اپنی ذات کے متعلق اندازہ لگانے میں خواہ کسی میں کام کرنے کا کتنا ہی جوش ہو۔ انسان غلطی کرسکتا ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ دوسری طرف غلطی کا رخ ہو جائے۔ یعنی انکسار کی طرف اور اپنے کام کو ہیچ سمجھنے کے متعلق مگر زیادہ تر غلطی اپنے کام کو زیادہ سمجھنے کی لگتی ہے۔ پس اگر مبلغ دوسروں کی رپورٹیں پڑھیں۔ تو اندازہ لگالیں گے۔ کہ ان کا زیادہ وقت بے کار گزرتا ہے۔ یاد رکھنا چاہئیے کہ تقریر کرنا اصل تبلیغ نہیں تبلیغ زیادہ تر عملاً ہوتی ہے۔ دیکھو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی

تبلیغ میں تقریروں کا بہت کم حصہ

ہے۔ عام طور پر لوگوں کی امداد کرنا ان کی اخلاقی اور روحانی تربیت کرنا ان میں خدمت دین کی روح پیدا کرنا اصل کام تھا۔ اسی طرح پر ہر ایک مبلغ بہت کام کرسکتا ہے۔ اور عمر بھر کرسکتا ہے کیونکہ ان خدمات کے کرنے میں کسی ایک عضو کو استعمال نہیں کرنا پڑتا۔ بلکہ مختلف کاموں کے لئے مختلف اجزا استعمال کئے جاتے ہیں۔ بعض خدمات ہاتھوں کے ذریعہ کی جاتی ہیں۔ بعض کانوں سے۔ بعض آنکھوں سے بعض پاؤں سے۔ اور بعض زبان سے۔ اگر مبلغین مختلف کام کرنا اپنے ذمہ لے لیں گے۔ تو ان کا کوئی عضو اس قدر نہ تھکیگا۔ کہ وہ اور کام کرنے کے قابل نہ رہیں کیونکہ کبھی ہاتھ کام کر رہے ہوں گے۔ کبھی پاؤں۔ کبھی زبان اور کبھی پیٹھ کام کر رہی ہوگی یعنی بوجھ اٹھانے کا موقعہ ہو تو پیٹھ سے کام لیا جاسکتا ہے۔ اب بڑا نقص یہ ہے۔ کہ ایک حصہ جسم سے کام لیا جاتا ہے اور باقیوں کو بے کار چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اب جو مبلغ بیرونی ممالک میں جارہے ہیں۔ انہیں خصوصیت سے میں اس طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ ان ملکوں میں جارہے ہیں۔ جہاں لوگ اپنے ہر عضو سے کام لینے کے اور بہت سرگرمی سے کام کرنے کے عادی ہیں۔

انواع واقسام کے کام

کرنے کے عادی ہیں۔ فرق صرف یہ ہے۔ کہ وہ شیطان کے لئے کام کرتے ہیں۔ ہمارے مبلغین کو خدا تعالےٰ کے لئے کام کرنا چاہئیے ان ممالک کے لوگ رات دن محنت کرنے کے عادی ہیں۔ اور اگر صرف محنت کرنا خدا تعالیٰ کی بخششیں حاصل کرنے کے لئے کافی ہوتا۔ تو یوروپ۔ اس بات کا مستحق ہوتا۔ کہ خدا تعالےٰ کی بخشش حاصل کرسکے۔ وہ لوگ ہر قسم کی مشکلات کا مقابلہ کرتے ہوئے کام کرتے ہیں۔ اور ان کو دباتے ہوئے آگے نکل آتے ہیں۔ پرسوں ہی ہندوستان کے ایک

سابق وائسرائے لارڈ ریڈنگ

کے فوت ہونے کی خبر اخبارات میں چھپی ہے وہ پہلی دفعہ ایک ادنےٰ مزدور کی حیثیت سے ہندوستان میں آئے تھے۔ پھر جب وہ وائسرائے کی حیثیت سے بمبئی میں اترے۔ تو انہوں نے کہا آج میں وہ بات بتاتا ہوں۔ جو کسی کو معلوم نہیں۔ اور وہ یہ کہ میں پہلی دفعہ ساحل ہندوستان پر جہاز میں کوئلہ ڈالنے والے لڑکے کی حیثیت سے اترا تھا۔ مگر آج وائسرائے کی حیثیت سے آیا ہوں۔ اسی طرح

ایڈیسن

جو بہت بڑا موجد گزرا ہے۔ فونوگراف وغیرہ اسی کی ایجادیں ہیں۔ وہ اپنی ابتدائی زندگی میں خطوط پہونچانے والے لڑکے کا کام کرتا تھا۔ اور وہ نو سال سے کام کرنے لگا۔ ادھر ادھر چٹھیاں پہونچانا اس کا کام تھا۔ اس وقت ایک خط پہونچا آنے کے بعد دوسرا خط ملنے تک اسے جو وقفہ ملتا۔ اس میں

سائنس کی کتابیں

پڑھتا رہتا۔ اور آخر اس نے وہ ترقی حاصل کی۔ جسے ساری دنیا جانتی ہے۔

غرض انواع واقسام کے کام کرنا انواع واقسام کی باتوں میں دلچسپی لینا انواع واقسام کے علوم کا مطالعہ کرنا جہاں انسان کو فارغ رہنے کی لعنت سے بچاسکتا ہے۔ وہاں اس کے لئے

ترقی کے راستے

بھی کھول دیتا ہے۔ ہمیں یوروپ کی اتباع نہیں کرنی چاہئیے۔ اور میں دوسروں سے بہت زیادہ اس کا مخالف ہوں۔ مگر میں سمجھتا ہوں۔ کہ جو شخص خدا تعالےٰ کی خاطر ان علوم کی طرف توجہ کرتا ہے۔ وہ اعلےٰ سے اعلےٰ نکات اخذ کرسکتا ہے۔ سائنس کیا ہے خدا تعالےٰ کا فعل ہے۔ سائنس کے متعلق غور کرنے والے غلطیاں کرسکتے ہیں جس طرح قرآن کریم پر غور کرنیوالے بھی غلطیاں کرسکتے ہیں۔ مگر اس سے قرآن کریم پر کوئی حرف نہیں آتا۔ اسی طرح اگر کوئی سائنس وغیرہ علوم پر غور کرنیوالا غلطی کرتا ہے۔ تو اس سے وہ علوم بُرے نہیں سمجھے جاسکتے

ہمارا فرض

ہے۔ کہ ان سے بھی فوائد حاصل کریں۔ میں جب ان علوم کی کتابیں پڑھتا ہوں۔ تو مجھے ان میں بھی ایسی باتیں ملتی ہیں۔ جو قرآن کریم کی صداقتوں کو واضح کرتی ہیں۔ اور اسلام کی خوبیاں نمایاں کرتی ہیں۔

پس اس زمانہ میں انواع واقسام کے جو علوم نکل رہے ہیں۔ کوئی وجہ نہیں۔ کہ ہم ان کی طرف توجہ نہ کریں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں۔ ہمارے مبلغ عام طور پر ان علوم کے نام تک نہیں جانتے۔ بے شک وہ سائنس کے ماسٹر نہ ہوں۔ مگر سائنس کی کتابیں پڑھنے سے ان کے

معلومات میں وسعت

پیدا ہوگی۔ اور قرآن کریم کے علوم سمجھنے میں مدد مل جائے گی۔ اس طرح ایک طرف تو دین کے نکات سمجھنے میں انہیں مدد ملے گی۔ اور دوسری طرف ان علوم کی وجہ سے پیدا شدہ غلطیوں کی اصلاح کرنے کا موقع مل جائیگا۔ لوگوں کے ہزاروں عقائد اور خیالات کی بنیاد سائنس اور فلسفہ پر ہے۔ گو بظاہر ایسا نظر نہ آئے۔ لیکن پس پردہ یہی ہوتا ہے۔ اور ان علوم کی کتب پڑھنے سے اس کا پتہ لگ سکتا۔ اور اصلاح کا موقع مل سکتا ہے۔ مثلاً

کفارہ کے متعلق

عام طور پر جو کچھ بیان کیا جاتا ہے۔ اس سے سمجھا جاتا ہے۔ کہ عیسائیوں نے اسے ایجاد کیا۔ لیکن دراصل اس کے پس پردہ رومی فلسفہ ہے۔ جس کے نتیجہ میں کفارہ قرار دیا گیا۔ اور اس کی اصل شکل وہ نہیں۔ جس طرح کہ اسے پیش کیا جاتا ہے۔ اور ہم جب تک اس فلسفہ کی حقیقت نہ سمجھیں۔ جس کے نتیجہ میں کفارہ پیدا ہوا۔ اس وقت تک کسی ماہر اور عالم عیسائی کو قائل نہیں کرسکتے۔ مسئلہ کفارہ پر گفتگو کرتے ہوئے ہم ایک عام عیسائی کو رلا بھی سکتے ہیں۔ اور ہنسا بھی سکتے ہیں۔ لیکن جس نے عیسائیت کی تاریخ کا مطالعہ کیا ہو۔ اور

کفارہ کی اصل حقیقت

جانتا ہو۔ وہ ہماری باتوں سے اس وقت تک متاثر نہ ہوگا۔ جب تک ہم اس بات تک نہ پہونچیں۔ جو کفارہ کے اندر کام کر رہی ہے۔ پس ان علوم کا مطالعہ کرنا بھی ضروری ہے۔ اور خدمت دین کے لئے نہایت مفید ہوسکتا ہے مگر یاد رکھو ان کی ہر بات کی نقل بُری ہے اور انکی اصطلاحات سے مرعوب ہو جانا غلطی ہے ہمارا کام مفید باتوں سے فائدہ اٹھانا۔ اور مرعوب کرنے والی باتوں کو توڑنا ہے۔

اصطلاحات کیا ہوتی ہیں

دراصل وہ علوم کے سمجھنے کے لئے اختصارے ہوتے ہیں۔ ایک لمبے فقرہ کو اشارہ کے ذریعہ ادا کیا جاتا ہے۔ نہ کہ وہی علم ہوتا ہے لیکن سڑل کی قائم کردہ اصطلاحات سے مرعوبیت ہو جاتی ہے۔ اور علوم کی بنیاد ان پر رکھنا نادانی ہے اس کا بھی مرتکب نہ ہونا چاہئیے۔ پس ہر علم کی کتابیں پڑھی جائیں۔ اور ان سے فائدہ اٹھایا جائے۔ اگر نصف یا چوتھائی حصہ ہی سمجھ میں آجائے۔ تو وہی کام کے لئے کافی ہے۔

پھر تصنیف کرنا بھی مبلغین کے کاموں میں سے

ایک اہم کام

ہے۔ اور یہ مستقل یادگار ہوتی ہے۔ اگر خدا تعالےٰ وقت دے اور توفیق دے۔ تو ضرور اس کی طرف بھی توجہ کرنی چاہئیے۔ ہزاروں مسائل ایسے ہیں۔ جن کے متعلق ضرورت ہے۔ کہ ان پر احمدی نقطۂ نگاہ سے لکھا جائے۔ اور انہیں حل کیا جائے۔ پہلے لوگ ان کے متعلق اس رنگ میں لکھ ہی نہ سکتے تھے۔ کیونکہ ان کے لئے وہ معقدہ لاینحل تھے۔ مثلاً

اسلام میں اختلافات

پر میں نے جو لیکچر دیا اور جس میں مسلمانوں کی باہمی لڑائیوں اور جھگڑوں کے اسباب اور وجوہات بیان کیں۔ اس کے متعلق بڑے بڑے تاریخ دان تسلیم کرتے ہیں۔ کہ یہ باتیں ان پر پہلے نہ کھلی تھیں۔ حالانکہ وہ اسلامی تاریخ کی کتابیں پڑھتے اور پڑھاتے تھے وجہ یہ کہ وہ نقطہ ہم پر ہی کھل سکتا تھا۔ ہم سے پہلے

اسلام سے بُعد

کی وجہ سے یہ بات لوگوں کے ذہنوں سے مٹ چکی تھی۔ کہ رسول کی قوت قدسی عام حالات سے نمایاں ہونی چاہئیے۔ اسی طرح یہ خیال کہ بشریت کی غلطیوں سے صحابہ آزاد نہ تھے۔ ان باتوں کے مٹ جانے کی وجہ سے سُنی ایک طرف چلے گئے۔ اور شیعہ دوسری طرف۔ لیکن ہم نے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ قرآن کریم کو دیکھا۔

آپ کے عمل اور اثر کو دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ نبی دُنیا میں پاک جماعت قائم کرنے کے لئے آتا ہے۔ مگر اس کے ماننے والوں سے بشری غلطیاں سرزد ہو سکتی ہیں۔ اس بات نے ہمیں اسلامی تاریخوں کے سمجھنے میں مدد دی۔ اور ہم اصل حقیقت تک پہونچ گئے۔

میں نے اپنے اس مضمون میں صرف طبری کو لیا ہے۔ اور اس بات کو مدنظر رکھا ہے۔ کہ ہم یہ مان ہی نہیں سکتے۔ کہ تمام صحابہ بددیانت اور خائن اور مفسد ہو سکتے ہیں۔ ادھر ہم یہ بھی نہیں مان سکتے۔ کہ اسلامی تاریخوں میں جو باتیں آئی ہیں۔ وہ سراسر غلط ہیں۔ ان میں اگر کچھ جھوٹ ہے۔ تو سچ بھی ضرور ہے۔ یہ نکتہ ہے جس کو پیش نظر رکھکر میں نے طبری کا مطالعہ کیا۔ اور مجھے معلوم ہوا۔ کہ طبری میں

دو متوازی روایات

چلی ہیں۔ ایک کو وہ غلط قرار دیتا ہے۔ اور دوسری کو صحیح۔ عام لوگ اس بات کو اس لئے نہ سمجھ سکے۔ کہ طبری ان باتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے مختلف مقامات پر لاتا ہے۔ ان ٹکڑوں کو میں نے نکال کر ایک جگہ رکھدیا۔ دوسرے لوگ دونوں قسم کی روایتوں کو آپس میں ملانے کی کوشش کرتے رہے۔ مگر وہ نہ ملیں۔ اور جب سلسلہ ٹوٹا۔ تو ایک روایت کو غلط قرار دے دیا اور دوسری کو صحیح۔ جس روایت میں کسی بڑے صحابی کا نام آگیا۔ اُسے صحیح کہنے لگ گئے۔ اور دوسری کو غلط مگر اس طرح کچھ نتیجہ نہ نکلتا۔ طبری نے جن روایات کو ترجیح دی ہے۔ انہوں نے ان کو نہ سمجھا۔ حالانکہ وہ وجوہ ترجیح بھی بتاتا ہے۔ مثلاً ایک نقطہ نگاہ یہ ہے۔ کہ ایک روایت سے صحابہ پر اعتراض پڑتا ہے۔ اور دوسرا یہ کہ اعتراض نہیں پڑتا۔ جن روایات سے اعتراض نہیں پڑتا۔ ان میں واقعات کی کڑی ملتی جاتی ہے۔ مگر جن سے اعتراض پڑتا ہے ان میں واقعات کی کڑی نہیں ملتی۔ اور یہ ان کے غلط ہونے کا کافی ثبوت ہے۔

اب دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تاریخ اسلام پر کوئی لیکچر نہیں دیا مگر آپ کو قبول کرنے کی وجہ سے جو یہ بات ہمارے دماغوں پر حاوی ہو چکی ہے۔ کہ رسول کے صحابہ سب کے سب گمراہ نہیں ہو سکتے۔ اس سے اسلامی تاریخ کا نہایت پیچیدہ نکتہ ہم پر حل ہو گیا۔ اور جن لوگوں تک میری وہ کتاب پہونچی ہے۔ انہوں نے تسلیم کیا ہے۔ کہ اس میں وہ عظیم الشان بات بیان کی گئی ہے۔ جو اس سے پہلے انہیں معلوم نہ تھی۔

پس ہمیں وہ سہولتیں حاصل ہیں۔ جو دوسروں کو میسر نہیں۔ ہمیں خدا تعالیٰ نے ایسی روشنی بخشی ہے۔ جو اوروں کے پاس نہیں۔ اس لئے ہم بالبداہت مشکلات کو حل کر سکتے۔ اور اسلام کی صداقت کو نئے سے نئے رنگ میں پیش کر سکتے ہیں۔

ہمارے مبلغین کے لئے ضروری ہے

کہ ایسے مسائل کو حل کریں۔ مثلاً غرانیق العلیٰ کے قصہ کی تحقیق ضروری ہے۔ اس کے علاوہ اور ہزاروں مذہبی اور تاریخی مسائل ایسے ہیں جن کی وجہ سے اسلام پر اثر پڑتا ہے یعنی جن کے غلط رنگ میں پیش ہونے کی وجہ سے اسلام پر بُرا اثر پڑ رہا ہے۔ اور ان کو اگر صحیح صورت میں پیش کیا جائے۔ تو اسلام کے متعلق اچھی رائے پیدا کی جا سکتی ہے۔ پھر علمی۔ تمدنی۔ سیاسی ایسے مسائل ہیں۔ جن کے متعلق احمدیت کے نقطہ نگاہ سے بہت کچھ بیان کرنے کی ضرورت ہے۔ اور یہ کام مبلغ کر سکتے ہیں۔ مگر نہیں کرتے۔ زنانہ تعلیمی کورس تیار کرنے کے متعلق کئی بار اخبار میں اعلان کیا گیا۔ مگر اس کے متعلق کوئی کام نہ ہوا۔ حالانکہ مبلغین کے پاس اس قسم کا کام کرنے کے لئے کافی وقت ہوتا ہے۔

اس وقت میں پھر نصیحت کرتا ہوں۔ اور باہر جانے والوں کو خصوصیت سے۔ کہ ان کا بے کار بیٹھنا لوگوں کو نمایاں نظر آتا ہے انگلستان شام اور دیگر ممالک کے لوگ چونکہ خود محنتی ہوتے ہیں۔ اس لئے جب وہ مبلغ کو بے کار دیکھتے ہیں۔ تو بُرا مناتے اور شکایت کرتے ہیں۔ وُہ یہ تو کہتے ہیں۔ کہ فلاں مبلغ بڑا دیندار اور بڑا قابل ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی لکھتے ہیں۔ کہ اُسے لکھا جائے۔ زیادہ محنت اور مشقت سے کام کرے

پس آپ لوگ اپنے اوقات کو اس طرح لگائیں۔ کہ دیکھنے والے محسوس کریں۔ کہ کام کر رہے ہیں اور

کام کرنے کے متعلق اپنا نقطہ نگاہ بدلیں

صرف تقریر کرنا کام نہیں۔ بلکہ کام کا بہت وسیع میدان ہے۔ اب میں نے جو تقریر کی ہے۔ اس کی وجہ سے میرا گلا بیٹھا جا رہا ہے۔ لیکن یہاں سے جا کر میں ہاتھوں سے اور آنکھوں سے کام کر سکتا ہوں۔ جبکہ گلا کام نہیں کر سکے گا۔ آپ لوگوں کو یہ میری دوسری نصیحت ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ یہ آپ کے بہت کام آسکتی ہے۔ پس اپنا نقطہ نگاہ بدلو۔ اپنے آپ کو محنتی بناؤ۔ اپنے کام میں تنوع پیدا کرو۔ تاکہ نیک نتائج نکلیں۔ سلسلہ کو وسعت حاصل ہو۔ اور آپ لوگوں کی مستقل یادگاریں قائم رہیں ؁

بقیہ صفحہ ۵ سے

(۳) اب لاء کالج میں داخل ہونے کے لئے ازسرنو آپ نے حکومت سے دوبارہ تحریری معافی مانگی جس پر آپ کو لاء کالج میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی

چہ کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی۔

مسجد شہید گنج اور احرار

یہ عام افواہ ہے۔ کہ مسجد شہید گنج کے انہدام میں احرار کا ہاتھ ہے۔ ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ اس افواہ میں کہاں تک صداقت ہے۔ لیکن شیخ حسام الدین صاحب کا رویہ بالضرور مشتبہ ہے۔ آپکو ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر امرتسر نے بلا کر ہدایت کی۔ کہ امرتسر میں مسجد شہید گنج کے متعلق کسی قسم کی شورش نہیں کرنی چاہئے۔ تو آپنے وعدہ کیا۔ کہ شہر میں مسجد شہید گنج کا کوئی نام بھی نہ لیگا لیکن نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہ مسلمان جنکا سینہ مسجد شہید گنج کی انہدام کیوجہ سے ناسور بن چکا ہے۔ برابر واویلا کرتے رہے۔ اور شیخصاحب کی یہ حالت بنگئی تھی۔ کہ کسی نے پوسیدہ کبھیا کوئی جو

مسجد شہید گنج کے متعلق احرار کا رویہ

مسجد شہید گنج کے انہدام کے بعد احرار کمیٹی نے ہندو اخبارات میں بیان شائع کرایا۔ جس میں شہدائے لاہور کی نسبت یہ کہا تھا۔ کہ (معاذ اللہ) یہ تمام جاں نثار فدائے اسلام حرام موت مرے۔ (مترجم)

شیخ حسام الدین کی ابن الوقتی

جسطرح شیخ حسام الدین نے کئی مرتبہ حکومت سے معافیاں مانگیں۔ اور پھر خلاف قانون مجالس کا ساتھ دیا اسی طرح شیخصاحب بارہا مجھ سے جنگ آزما بھی ہوتے اور ہتھیار بھی ڈالدیتے رہے۔ مسمات والے اشتہار کا ذکر اور اسکے بعد شیخصاحب کا معافی مانگنا ایک مشہور چیز ہے۔ اسکے بعد آپنے مجھ سے مسٹر عبدالرحمٰن بٹ کی پٹیشن کے دوران میں اپنے حواریوں سمیت آکر صلح کی جستجو کی۔ میں نے بدیں خیال کرشت بد شیخصاحب سدھر گئے ہونگے صلح سے انکار نہ کیا۔ اور کوشش کرکے مسٹر عبدالرحمٰن بٹ کو راضی کر لیا۔ کہ وہ اپنی پٹیشن واپس لیلے۔ لیکن آج جبکہ شیخصاحب پٹیشن کے جھمیلے سے مخلصی حاصل کر چکے ہیں پھر سٹیج پر چڑھکر مجھے کوسنے سے باز نہ آئے۔ میں جانتا ہوں۔ کہ جب ایک مرتبہ میں شیخصاحب کا نامۂ اعمال آپکے سامنے پیش کر دونگا۔ تو شیخصاحب پھر سے معافیاں مانگنے لگ جائینگے۔ کیونکہ شیخصاحب کی زندگی اتنی ڈراونی اور گھناؤنی ہے۔ کہ جو کوئی ایک مرتبہ اسے دیکھ لے۔ وہ بانہو عال سے پکار اٹھے گا ؎

واعظاں چوں جلوہ بر محراب و منبر مے کنند

چوں بخلوت می روند آں کارے دیگر می کنند

شیخ حسام الدین صاحب کی اسلام دشمنی

مسجد شہید گنج سے مجلس احرار کا مجرمانہ تغافل مسلمانوں کیلئے کوئی نئی بات نہیں ہے۔ بلکہ اس جماعت نے ہر قدم پر مسلمانوں کے جسم پر چرکے دیئے ہیں۔ میں یہاں بھر رپورٹ کو تازہ نہیں کرنا چاہتا۔ صرف حال ہی کا ایک واقعہ میرے دعویٰ کا مصدق ہے۔

شیخ حسام الدین صاحب میونسپل کمیٹی امرتسر کے منتخب ممبر ہیں۔ جو مسلمانوں کے ووٹوں سے مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کیلئے مسلمان قوم کے نمائندہ بنکر کمیٹی کے اندر گئے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کے جذبات کی مطلق آپکو پرواہ نہیں ہے۔ چنانچہ پچھلے دنوں جب میونسپل کمیٹی کے وائس پریذیڈنٹ کے انتخاب کا معاملہ کمیٹی میں پیش ہوا۔ تو آپنے شیخ احمد صادق صاحب مسلمان امیدوار کی بجائے سرکاری ممبر لالہ پرکاش چند صاحب مہرہ کو ووٹ دیکر اپنی اسلام دشمنی کو بے نقاب کر دیا

شیخ حسام الدین صاحب کی گھریلو زندگی

میں اگر چاہوں۔ تو جناب شیخ حسام الدین صاحب کی اندرونی زندگی کے متعلق ان واقعات کا اظہار کر سکتا ہوں جنکو سنکر مسٹر رفیق۔ معراج الدین۔ برکت پرکاش۔ صادق لائلپوری کا۔۔۔

احرار کے ایک لیڈر شیخ حسام الدین کے نام کھلی چٹھی

ذیل کی چٹھی امرت سر کے ایک معزز مسلمان شیخ غلام محی الدین صاحب فلور ملز۔ کٹڑہ حکیماں۔ امرت سر نے بطور ٹریکٹ شائع کی ہے۔ جسے عام آگاہی کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

پچھلے دنوں احرار کے "نامہ اعمال" کے عنوان سے ایک اعلان میری جانب اور ڈاکٹر علم الدین صاحب کی طرف سے شائع ہوا۔ یہ حقیقت ہے کہ ہمیں دیانت داری سے احرار کے موجودہ رویہ سے اختلاف ہے۔ اور ہم اپنا قدرتی حق سمجھتے ہیں۔ کہ اپنی رائے کا اظہار کریں۔ محولا بالا "نامہ اعمال" اسی فطری حق کے پیش نظر شائع کیا گیا تھا۔ احرار کو یہ تو حق تھا۔ کہ وہ ہمارے اعتراضات کی تردید کرتے۔ لیکن ان کے لئے یہ شایان نہ ہو سکتا تھا۔ کہ وہ مشتہرین پر برس پڑتے۔ اور جھوٹے الزام اور اتہام باندھنے کا اقدام کرتے۔ لیکن وہ مجبور تھے کہ اپنی کمزوریوں کو چھپانے کے لئے ہمیں تختہ مشقِ ستم بناتے۔

شیخ حسام الدین صاحب نے جامع خیر الدین مرحوم میں احرار کے "نامہ اعمال" کے متعلق جو تقریر کی۔ وہ جلے دل کے پھپھولے تک محدود تھی۔ آپ نے عالم بدحواسی میں اتنا بھی نہ سوچا۔ کہ جس کے خلاف وہ جھوٹے اور بے بنیاد طومار باندھ رہے ہیں۔ وہ شیخ صاحب کی زندگی کے حالات سے پوری طرح آگاہ ہے وہ وہی ہے۔ جس نے آپ کی زندگی کا صرف ایک ورق مسمات ..... کے نام سے شائع کیا تھا۔ تو آپ کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی تھی جسم پر لرزہ طاری ہو گیا تھا۔ روح پرواز کرنے لگی تھی۔ کہ اپنے چند بزرگوں کو لے کر میرے پاس پہنچے۔ اور گڑگڑا کر درخواست کی۔ کہ میں اس اعلان کو روک لوں۔ اور آئندہ شیخ صاحب زندگی بھر کے لئے اپنی زبان کو لگام دیں گے۔ لیکن آج عالم بدحواسی میں شیخ صاحب اپنے تمام مواعید کو بھولنے کے ساتھ ہی یہ بھی بھول گئے۔ کہ میں ان کی زندگی کو بے نقاب کر سکتا ہوں۔ اور پبلک دیکھ سکتی ہے۔ کہ کس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ قوم کے مال پر ڈاکہ ڈالنے میں بسر ہوا ہے شیخ صاحب کو چاہیئے تھا۔ کہ وہ مجھ پر جھوٹے الزام لگانے سے پیشتر اپنے گریبان میں منہ ڈالتے اور اپنے نامہ اعمال کو ایک مرتبہ ذہن نشین کر لیتے۔ لیکن چونکہ وہ اپنا کیا کرایا سب کچھ بھول چکے ہیں۔ اس لئے میں پہلی قسط کے طور پر ان کو چند واقعات یاد دلاتا ہوں۔ اور پھر درخواست کرتا ہوں کہ وہ براہ کرم پبلک کے سامنے اپنی پوزیشن صاف کریں۔

خلافت کانفرنس

آپ جب خلافت کمیٹی میں شامل تھے۔ تو آپ نے قوم کے چندہ سے خوب ہاتھ رنگے۔ ہمیں صرف چند رقوم کا علم ہوا ہے۔ جن کے متعلق ہم شیخ صاحب سے دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ کیا انہوں نے ان کے متعلق ادائیگی کر دی ہے۔

(۱) ۳۲۸ روپے جو آپ نے سکرٹری صاحب سے بطور پیشگی اخراجات ضروری وصول کئے تھے۔ کیا آپ نے اس کا حساب دے دیا ہے یا رقم واپس کر دی ہے؟

(۲) خلافت کانفرنس منعقدہ جلیانوالہ باغ امرت سر کے آمد و خرچ کے بعد جو مبلغ ۵۱۲ روپے ۶ آنے آپ کے پاس بچے تھے۔ کیا آپ نے آج تک بھی انہیں قوم کے حوالے کیا؟

(۳) خلافت کے سلسلہ میں جو چندے جمع کئے گئے۔ ان میں ایک جوڑی بند طلائی وزنی ساڑھے بارہ تولے ایک معزز وفد نے آپ کے حوالے کی تھی۔ کیا آپ نے اس کے عوض ایک نقرئی جوڑی بند شامل کر کے اپنا حساب صاف کرنا چاہا تھا۔ اور جب آپ پر یہ اعتراض ہوا۔ کہ آپ کیوں سونے کی جگہ چاندی دے رہے ہیں۔ تو آپ ششدر نہ رہ گئے تھے۔ اور کیا آپ نے آج تک وہ طلائی بند مجلس میں پیش کئے۔

(۴) آپ کے کیش بکس میں خلافت کمیٹی کے ۲۷۹ روپے تھے۔ جن کی چابیاں آپ کے پاس تھیں۔ کیا آپ نے اس رقم کے متعلق یہ نہیں کہا تھا۔ کہ وہ چوری ہو گئی ہے۔

(۵) جب آپ خلافت ورکر کی حیثیت سے گرفتار ہوئے۔ تو اس وقت آپ کی تحویل میں مبلغ ۴۶۲ روپے تھے۔ جب آپ سے اس روپیہ کے متعلق مطالبہ کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ وہ رقم میرے گھر پر بکس میں موجود ہے۔ لیکن وہاں سے نہ مل سکی۔ کیا وہ رقم بھی آج تک آپ کے ذمے نہیں ہے؟ ان چند رقوم کے پکڑے جانے سے قدرتی طور پر یہ نتیجہ نکل سکتا ہے۔ کہ خدا جانے کتنی اور رقوم ہوں گی۔ جو تا حال آپ کے ذمہ واجب الادا ہوں گی۔ کیا اسی کا نام خدمت خلق اور خدمت اسلام ہے۔ کہ جو رقم ہاتھ آئے۔ اسے شیر مادر کی طرح پی گئے۔ اور آج تک واپسی کا نام نہیں لیا

تنظیم کمیٹی اور شیخ حسام الدین

آپ نے جب تنظیم کمیٹی میں شامل ہوئے تو اس وقت بھی یہی سنہری جذبہ تھا۔ جو آپ کو تنظیم کمیٹی میں لے گیا۔ چنانچہ آپ وہاں بھی کھیل کھیلے اور رام رام جپنا۔ پرایا مال اپنا پر خوب عمل کیا۔ چنانچہ ہمیں معلوم ہوا ہے۔ کہ:-

(۱) قلعہ بھنگیاں کی صندوقچیوں میں سے آپ نے مبلغ ۱۴۰ روپے ۱۳ / ۹ پائی برآمد کئے۔ اور خزانہ تنظیم کمیٹی میں داخل کرنے کی بجائے آپ اس رقم کو اپنے تصرف میں لے آئے۔

(۲) کٹڑہ کرم سنگھ۔ کوچہ عثمان وارڈ فقیر خانہ بازار قلعہ بھنگیاں وغیرہ کی صندوقچیوں میں سے مبلغ ۲۸۵ روپے ۱۰ آنے حاصل ہوئے لیکن آپ نے یہ رقم بھی داخل خزانہ کرنے کی بجائے اپنی ضروریات میں خرچ کر ڈالی یہ صرف دو رقمیں ہیں۔ جن کا ہمیں علم ہوا ہے۔ لیکن اس سے بجا طور پر یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے۔ کہ اور کئی رقوم بھی ایسی ہوں گی۔ جو اس سلسلہ میں شمار کی جا سکتی ہیں۔

شیخ صاحب اور احرار

احرار کی جماعت میں شامل ہو کر بھی آپ نے پبلک کے مال کا خوب صفایا کیا۔ چنانچہ ہمیں اس کے متعلق فی الحال چند اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔

(۱) احرار مومینٹ میں شیخ صاحب کو عدالت سے مبلغ ۵۰۰ روپے جرمانہ اور قید کی سزا ہوئی تھی۔ پانچ صد روپیہ جرمانہ آپ کے عوض مجلس احرار نے ادا کیا۔

(۲) آپ کے دوران قید میں ۴۰۰ روپیہ مختلف اوقات پر آپ کے گھر پہنچا۔

(۳) آپ کی قید کے زمانہ میں جب آپ بطور امیدوار میونسپل کمیٹی کھڑے ہوئے تو الیکشن کے تمام اخراجات احرار کمیٹی نے ادا کئے اس کو کہتے ہیں چوروں کے کپڑے لاٹھیوں کے گز۔

شیخ صاحب کی معافیاں

آقائے شیخ حسام الدین صاحب نے نہ صرف مجھ سے معافی مانگی۔ بلکہ آپ وقتاً فوقتاً گورنمنٹ سے بھی معافیاں مانگتے رہے ہیں۔

(۱) آپ پر زیر دفعہ ۱۰۷ اور ۱۰۹ فوجداری مقدمات (ایک شاید آوارہ گردی کے سلسلہ میں تھا) دائر ہوئے۔ جن میں آپ نے ضمانتیں اور معافیاں مانگ کر مخلصی حاصل کی (۲) آپ نے مسٹر پکل اسکوائر ڈپٹی کمشنر امرتسر سے الیکشن میں کھڑے ہونے کے لئے درخواست کرتے ہوئے معافی مانگی کہ آئندہ آپ خلاف قانون سرگرمیوں میں حصہ نہیں لینگے جسے مسٹر پکل نے گورنمنٹ کے پاس بھجوا دیا۔ مگر سر میلکم ہیلی گورنر پنجاب نے اپنی ریمارک کے ساتھ معافی کو قبول نہ کیا۔ کہ وہ اس قسم کی منافقانہ معافی کو قابل پذیرائی

22

تمام روئے زمین کے لوگوں کیلئے ایک عظیم الشّان بشارت

محامد خاتم النبیّین

رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم اجمعین از تحریرات حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو $\frac{20\times26}{8}$ سائز کے ۲۷۳ صفحات کی ضخیم کتاب ہے۔ عمدہ کاغذ پسندیدہ لکھائی اور اعلےٰ چھپائی کے باوجود قیمت ایک روپیہ صرف ؁

رسالہ دُرود شریف

کاغذ وغیرہ بہت عمدہ صفحات ۲۴۰۔ اصل قیمت ۸؍ لیکن سالانہ جلسہ کی مبارک تقریب کی وجہ سے رعایتی قیمت ۶؍ ؁ اب صرف چند کاپیاں باقی ہیں ؁

رسالہ تبدیلیٔ عقائد مولوی محمد علی صاحب

معہ مکمل جواب الجواب ۳۲۰ صفحات کی اہم کتاب صرف ۵؍ ہیں

جدید نقشہ آبادی قادیان

جو اسی سال چھپ کر شائع ہوا ہے۔ قیمت کاغذ اعلےٰ ۱۲؍ کاغذ ڈمی ۸؍ کاغذ متوسط ۶؍

خاکساران:۔ محمد احمد و عبد الکریم (پسران مولوی محمد اسمٰعیل صاحب) قادیان

ملنے کا پتہ:۔ **کتب خانہ ایشیائی قادیان**

معجون عنبری

یہ دوا دُنیا بھر میں مقبولیت حاصل کر چکی ہے۔ ولایت تک اس کے مداح موجود ہیں۔ دماغی کمزوری کے لئے اکسیر صفت ہے۔ جوان بوڑھے سب کھا سکتے ہیں۔ اس دوا کے مقابلے میں سینکڑوں قیمتی سے قیمتی ادویات اور کشتہ بیکار ہیں۔ اس سے بھوک اس قدر لگتی ہے۔ کہ تین تین سیر دودھ اور پاؤ پاؤ بھر گھی ہضم کر سکتے ہیں۔ اس قدر مقوی دماغ ہے۔ کہ بچپنے کی باتیں بھی خود بخود یاد آنے لگتی ہیں۔ اس کو مثل آب حیات کے تصور فرمایئے اس کے استعمال کرنے سے پہلے اپنا وزن کر لیجئے۔ بعد استعمال پھر وزن کیجئے۔ ایک شیشی چھ سات سیر خون آپ کے جسم میں اضافہ کر دے گی۔ اس کے استعمال سے ۱۸ گھنٹے تک کام کرنے سے مطلق تھکن نہ ہوگی۔ یہ دوا رخساروں کو مثل گلاب کے پھول کے سُرخ اور مثل کندن کے درخشاں بنا دیگی۔ یہ نئی دوا نہیں ہے۔ ہزاروں مایوس العلاج اس کے استعمال سے بامراد بن کر مثل ۱۵ سالہ جوان کے بن گئے۔ یہ نہایت درجہ مقوی مبہی ہے اس کی صفت تحریر میں نہیں آ سکتی۔ تجربہ کر کے دیکھ لیجئے۔ اس سے بہتر مقوی دوا آج تک دُنیا میں ایجاد نہیں ہوئی۔ قیمت فی شیشی عہ روپیہ۔ نوٹ:۔ فائدہ نہ ہو۔ تو قیمت واپس۔ فہرست دواخانہ مفت منگا لیجئے۔ ہر مرض کی مجرب دوا منگا لیجئے۔ جھوٹا اشتہار دینا حرام ہے ؁

ملنے کا پتہ: **مولوی حکیم ثابت علی محمود نگر ۵ لکھنؤ**

مُژدہ جانفزا

ہم نے ہندوستان کے تجارتی اور اقتصادی پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک بڑے پیمانہ پر ہر قسم کے خوشبودار اور دماغی کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے تیل اور عطریات کا ایک کارخانہ کھولا ہے۔ ہمارا دعوےٰ ہے۔ کہ آج سے پیشتر ایسے خالص تیل بنانے والا کارخانہ ہندوستان میں نہیں۔ بلکہ یورپ کے کسی حصہ میں نہیں ہے۔ ہر ہندوستانی کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے ملک کی تجارت کو فروغ دینے کے لئے ہمارے کارخانہ کا اصلی تیل "شان جہاں" ہیئر آئل رجسٹرڈ استعمال کرے قیمت فی شیشی ۱۰؍

ملنے کا پتہ:۔ **ماسٹر اللہ رکھا کشمیری بازار لاہور**

سُرمہ مفید عالم

طالب علموں اور باریک کام کرنے والوں کیلئے مژدہ

یہ سرمہ کئی مفید اور بے ضرر اجزاء سے مرکب اور محنت شاقہ سے خاص موسم میں تیار کیا جاتا ہے اور دھند، جالا، پڑبال، آشوب چشم، گوہانجنی، سوزش چشم، ککرے، آنکھیں جو دھوپ یا تیز روشنی میں نہ کھل سکیں۔ نزلہ سے آنکھوں اور نتھنوں کا سُرخ رہنا سب امراض چشم کے لئے مفید ہے۔ بچپن سے اس کا استعمال آنکھوں کو ہر قسم کے امراض سے محفوظ رکھتا ہے۔ اور دائمی استعمال عینک سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ ہر عمر میں استعمال ہو سکتا ہے۔ ترکیب استعمال رات کو سلائی سے لگایا جائے۔ اور ہر بار سلائی دھولی جائے۔ سینکڑوں مریض صحتیاب ہو چکے ہیں۔ چند روزہ استعمال خود بخود فائدہ ظاہر کر دے گا۔ قیمت بمقابلہ خرچ و محنت کچھ بھی نہیں۔ یعنی صرف مبلغ للعہ تولہ نمونہ وزنی یک ماشہ ۸؍ محصولڈاک بذمہ خریدار ؁

ملنے کا پتہ

المشتہر:۔ مسز محمد حفیظ کوٹھی ۷ مسز خان بہادر ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب سول سرجن مرحوم چھمی روڈ۔ ڈامن والا۔ ڈیرہ دون

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسماۃ جگان بیوہ خان ذات بلوچ سکنہ چھتہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور بورڈ نے مورخہ $\frac{2}{36}$-۷ تاریخ پیشی بمقام بھبب برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے ؁ تحریر مورخہ $\frac{12}{35}$-۲۱

دستخط چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

(مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی چراغ ولد صالحوں ذات وسیدہ سکنہ چک ۲۴۲ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور بورڈ نے مورخہ $\frac{2}{36}$-۱۵ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے ؁ تحریر مورخہ $\frac{12}{35}$-۱۲

دستخط چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

(مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی سلطان ولد رحمن ذات جیانہ سکنہ بستی شبانزال تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور بورڈ نے مورخہ $\frac{2}{36}$-۱۴ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے ؁ تحریر مورخہ $\frac{12}{35}$-۱۹

دستخط چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

(مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی سلطان ولد گہنہ ذات توناری جٹ سکنہ رستم سرگانہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور بورڈ نے مورخہ $\frac{2}{36}$-۱۵ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے ؁ تحریر مورخہ $\frac{12}{35}$-۱۰

دستخط چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

(مہر عدالت)

بعدالت عالیہ ہائیکورٹ آف جوڈیکیچر بمقام لاہور

بصیغہ ابتدائی — دیوانی

مقدمہ نمبر ۹۵ بابت ۱۹۳۵ء

بمعاملہ ایکٹ کمپنی ہائے ہند نمبر ۷ بابت ۱۹۱۳ء و راہوں شوگر اینڈ جنرل ملز لمیٹڈ۔ لاہور۔

بردرخواست لالہ رادھا کشن معاون کمپنی مذکور۔ عدالت ہذا کی ڈویژن بنچ مشتملبر دی آنریبل سرجان ڈگلس ینگ چیف جسٹس و مسٹر جسٹس منرو نے مقدمہ مندرجہ عنوان میں بتاریخ ۹ دسمبر ۱۹۳۵ء یہ حکم صادر فرمایا۔ کہ راہوں شوگر اینڈ جنرل ملز لمیٹڈ کا کاروبار بذریعہ عدالت ہذا بند کیا جائے۔

آج بتاریخ ۳ جنوری ۱۹۳۶ء بثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت عالیہ ہائی کورٹ آف جوڈیکیچر بمقام لاہور جاری کیا گیا۔

(مہر عدالت) حسب الحکم۔ جی۔ بی۔ سی۔ ایونیٹ صاحب بہادر اسسٹنٹ رجسٹرار

بعدالت عالیہ ہائیکورٹ آف جوڈیکیچر بمقام لاہور

بصیغہ ابتدائی — دیوانی

مقدمہ نمبر ۹۹ بابت ۱۹۳۵ء

بمعاملہ ایکٹ کمپنی ہائے ہند نمبر ۷ بابت ۱۹۱۳ء و کمرشیل بنک لمیٹڈ لاہور بردرخواست شیخ نورالحسن و ۶ دیگر معاونین بنک مذکور۔ عدالت ہذا کے چیف جسٹس دی آنریبل سرجان ڈگلس ینگ نے مقدمہ مندرجہ عنوان میں بتاریخ ۱۳ دسمبر ۱۹۳۵ء یہ حکم صادر فرمایا۔ کہ کمرشیل بنک لمیٹڈ لاہور کا کاروبار بذریعہ عدالت ہذا بند کیا جائے۔

آج بتاریخ ۳ جنوری ۱۹۳۶ء بثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت عالیہ ہائی کورٹ آف جوڈیکیچر بمقام لاہور۔ جاری کیا گیا۔

حسب الحکم (مہر عدالت)
جی۔ بی۔ سی۔ ایونیٹ صاحب بہادر
اسسٹنٹ رجسٹرار

بعدالت عالیہ ہائیکورٹ آف جوڈیکیچر بمقام لاہور

بصیغہ ابتدائی — دیوانی

مقدمہ نمبر ۹۵ بابت ۱۹۳۵ء

بمعاملہ ایکٹ کمپنی ہائے ہند نمبر ۷ بابت ۱۹۱۳ء و راہوں شوگر اینڈ جنرل ملز لمیٹڈ (ان لیکویڈیشن)، لاہور۔

عدالت ہذا کی ڈویژن بنچ مشتملبر دی آنریبل سرجان ڈگلس ینگ چیف جسٹس و آنریبل مسٹر جسٹس منرو نے بحکم مورخہ ۹ دسمبر ۱۹۳۵ء مسٹر بھگوتی شنکر ۱۰ ایبٹ روڈ۔ لاہور کو کمپنی مذکور کا آفیشل لیکویڈیٹر مقرر فرمایا ہے۔

آج بتاریخ ۳ جنوری ۱۹۳۶ء بثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت عالیہ ہائیکورٹ آف جوڈیکیچر بمقام لاہور جاری کیا گیا۔

حسب الحکم
(مہر عدالت) جی۔ بی۔ سی۔ ایونیٹ صاحب بہادر اسسٹنٹ رجسٹرار

بعدالت عالیہ ہائیکورٹ آف جوڈیکیچر بمقام لاہور

بصیغہ ابتدائی — دیوانی

مقدمہ نمبر ۹۹ بابت ۱۹۳۵ء

بمعاملہ ایکٹ کمپنی ہائے ہند نمبر ۷ بابت ۱۹۱۳ء کمرشیل بنک لمیٹڈ (ان لیکویڈیشن)، لاہور۔

دی آنریبل سرجان ڈگلس ینگ۔ چیف جسٹس عدالت ہذا نے بحکم مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۳۵ء مسٹر بھگوتی شنکر ۱۰ ایبٹ روڈ لاہور کو کمپنی مذکور کا آفیشل لیکویڈیٹر مقرر فرمایا ہے۔

آج بتاریخ ۳ جنوری ۱۹۳۶ء بثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت عالیہ ہائیکورٹ آف جوڈیکیچر بمقام لاہور جاری کیا گیا۔

حسب الحکم (مہر عدالت)
جی۔ بی۔ سی۔ ایونیٹ صاحب بہادر
اسسٹنٹ رجسٹرار

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

عدیس آبابا ۶ جنوری۔ ایک کمیونک مظہر ہے۔ کہ ڈگابر کے باہر آج مصری ایمبولینس پوسٹ پر اطالوی ہوائی جہازوں نے بم باری کی اور مشین گنوں سے فائر کئے۔ جن سے ایمبولینس پوسٹ کا بہت نقصان ہوا۔ قاہرہ میں اس بم باری کے خلاف زبردست اظہار غم وغصہ کیا جا رہا ہے۔ لیگ کے نام شہزادہ عمر اور دیگر عمائد کی طرف سے ایک احتجاجی مکتوب بھیجا گیا ہے

جنیوا ۶ جنوری۔ حکومت حبشہ کی طرف سے لیگ اوف نیشنز کو ایک مراسلہ موصول ہوا ہے۔ جس میں درخواست کی گئی ہے۔ کہ حبشہ میں جس طریق سے جنگ لڑی جا رہی ہے اس کی بین الاقوامی طور پر تحقیقات کرائی جائے

ڈیسی ۶ جنوری۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ میکالے کے نواحی میں گیس کے بموں کے علاوہ دس ہزار آتش ریز بم برسائے گئے۔ گذشتہ ہفتہ اس علاقہ میں تین ہزار بم برسائے گئے۔ کل بائیس آدمی ہلاک اور پندرہ زخمی ہوئے۔

روما ۶ جنوری۔ شمالی محاذ کے متعلق ایک سرکاری بیان مظہر ہے۔ کہ شدید جنگ کے بعد اطالوی افواج نے حبشی افواج کو منتشر کر دیا ہے۔ اس جنگ میں چھ اطالوی سپاہی اور دو افسل ایریٹریا ہلاک ہوئے۔ ہوائی جہازوں نے کفتا پر شدید بم باری کی۔ ایک ہوائی جہاز کو آگ لگ گئی۔ شمال مغربی محاذ پر دو اہوا باز ہلاک ہوئے۔

لنڈن ۶ جنوری۔ برطانوی فوجیں سولم کے مقام پر جو لیبیا اور مصر کی سرحد پر واقع ہیں جمع کر دی گئی ہیں۔ کیونکہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس راستہ سے مصر پر اٹلی کے حملہ آور ہونے کا خدشہ ہے۔

عدیس آبابا ۶ جنوری۔ حبشی افواج اطالوی افواج پر عنقریب زبردست حملہ کرنے والی ہیں۔ شاہ حبشہ نے ایک فرمان جاری کیا ہے جس میں ہرار کے تمام اشخاص کو جو اسلحہ اٹھانے کے قابل ہیں حکم دیا گیا ہے۔ کہ وہ ججگا پہنچ جائیں۔ نیز تنبیہہ کی گئی ہے کہ جو شخص میدان جنگ سے بھاگنے کی کوشش کرے گا اسے سخت سزا دی جائے گی۔ عدیس آبابا میں مزید تیاریاں شروع ہو گئی ہیں یہاں ہر وہ شخص کو جو جسمانی طور پر مضبوط ہے حکم دیا گیا ہے کہ وہ جنگ میں شامل ہو۔

کلکتہ ۶ جنوری۔ کلکتہ کارپوریشن کے تمام منتخب مسلمان ارکان نے استعفیٰ دیدیا ہے مسٹر اے کے مسٹر فضل الحق جو پہلے کارپوریشن کی صدارت سے مستعفی ہوئے تھے۔ اب کیبنٹ سے بھی مستعفی ہو گئے ہیں۔

اسکندریہ ۶ جنوری۔ امپیریل ایئرویز کا جہاز جو سمندر میں گر کر غرق ہو گیا تھا باہر نکالا جا چکا ہے۔ اور بہت سی ہوائی ڈاک برآمد کر لی گئی ہے۔

لاہور ۶ جنوری۔ آج کرپان مورچہ کے سلسلہ میں چوتھا جتھہ اوتار سنگھ بریرٹ کی زیر قیادت نکلا۔ جسے گرفتار کر لیا گیا۔ سٹی مجسٹریٹ نے ملزمین کو ایک ایک دن قید محض کی سزا دی۔

ملتان ۶ جنوری۔ حال ہی میں "اقبال پریس" ملتان سے دو ہزار روپے کی ضمانت طلب کی گئی تھی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ اب اس پریس کو حکومت کی طرف سے ضبط کر لیا گیا ہے

کلکتہ ۶ جنوری۔ ۴ جنوری کی سہ پہر کو مسلمان ایوان تجارت کا ایک وفد آنریبل سر چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کامرس ممبر گورنمنٹ اوف انڈیا کی خدمت میں پیش ہوا۔ وفد نے بیان کیا۔ کہ وہ فیڈرل اسمبلی کے مجوزہ انتخابی حلقے سے مطمئن نہیں۔ اس ایوان کو فیڈرل اسمبلی میں کم از کم ایک نشست ملنی چاہیئے۔ پورٹ ٹرسٹ کے متعلق بحث کرتے ہوئے کہا۔ کہ پورٹ ٹرسٹ کی ملازمتوں میں حکومت ہند کے ہوم ڈیپارٹمنٹ کی نئی قرارداد کے ماتحت مسلم نمایندگی بہت کم رکھی گئی ہے۔ سر ممدوح نے وفد کے اس نقطہ نگاہ سے اتفاق کا اظہار کیا اور کہا۔ کہ وہ پورٹ ٹرسٹ کے ارباب اختیار کو قابل مسلمان مہیا کرنے میں مدد دیں۔ وفد نے بیٹلسن کے کارخانوں کے اوقات کارکردگی کی مستقل تعیین اور مجوزہ حصہ کے متعلق انڈین جوٹ ملز ایسوسی ایشن کے تازہ اقدام پر بحث کرنا چاہی آنریبل سر چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے کہا۔ کہ چونکہ ابھی اس سوال پر پھر فرنگ نائیس غور کر رہے ہیں۔ اور ایوان انہیں اپنے نقطہ نظر سے آگاہ کر چکا ہے۔ اس لئے اس سوال پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں

دہلی ۶ جنوری۔ وزارتوں پر قبضہ کرنے کی سکیم کے پیش نظر کانگرس انتخابات لڑنے کے لئے ملک کی تمام نیشنلسٹ پارٹیوں کو متحد کرنے کی ابتدا کرنے والی ہے معلوم ہوا ہے۔ دہلی میں عنقریب نیشنل کنونشن کا اجلاس بلایا جائے گا۔

بڑودہ ۶ جنوری۔ بڑودہ میں ہز ایکسی لینسی وائسرائے نے تقریر کرتے ہوئے کہا فیڈریشن ریاستوں اور برطانوی ہند دونوں کے لئے فائدہ مند ہے۔ ہندوستان میں فرقہ پرستی کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ میں واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ مختلف فرقوں کے رہنماؤں کا فرض ہے کہ وہ معاملات کو سلجھائیں۔ تاکہ لوگوں میں رواداری کا جذبہ پیدا ہو۔

لاہور ۶ جنوری۔ آج سب جج لاہور کی عدالت میں رائے بہادر لالہ سرنداس ممبر کونسل اوف سٹیٹ کی طرف سے گیارہ ہزار روپیہ کے ہرجانہ کے دعویٰ کی سماعت ہوئی۔ جو انہوں نے گورداسپور کے مجسٹریٹ حسین علی اور صالح محمد سب انسپکٹر پولیس گورداسپور کے خلاف قانون وارنٹ جاری کر کے اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کر کے ان کی شہرت کو نقصان پہنچانے کے سلسلہ میں دائر کر رکھا ہے فاضل سب جج نے ہر دو پارٹیوں کو طلب کیا ہوا تھا رائے بہادر لالہ رام سرن داس تو عدالت میں موجود تھے لیکن حسین علی مجسٹریٹ موجود نہ تھا سرکاری وکیل نے مجسٹریٹ کے متعلق کہا کہ وہ بیمار ہے۔ فاضل جج نے سرکاری وکیل کی اس دلیل کو تسلیم نہ کیا اور خرچہ مجسٹریٹ پر ڈال دیا اور مقدمہ کی سماعت پندرہ جنوری پر ملتوی کر دی۔ واقعات مقدمہ یہ ہیں۔ کہ ۱۰ مارچ ۱۹۳۵ء کو رائے بہادر لالہ رام سرن داس کے فرزند موٹر پر دھرم سالہ سے لاہور آ رہے تھے بٹالہ کے قریب پولیس نے کار کو کھڑا کرنے کا حکم دیا۔ لیکن موٹر ڈرائیور نے کار کھڑی نہ کی۔ سب انسپکٹر پولیس کے کہنے پر چوہدری حسین علی مجسٹریٹ نے رائے بہادر لالہ رام سرن داس کے خلاف وارنٹ جاری کر دئے۔ رائے بہادر کے موٹر ڈرائیور کے خلاف مقدمہ کی سماعت ہوئی۔ لیکن وہ بری کر دیا گیا ہے۔ رائے بہادر کے خلاف مقدمہ چلانے کے لئے چوہدری حسین علی ہر روز تاریخ دے دیتا۔ اور مقدمہ کی سماعت نہ کرتا۔ آخر رائے بہادر نے مجسٹریٹ کی خلاف قانون کارروائیوں کے متعلق ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں رپورٹ کی۔ ڈپٹی کمشنر نے مقدمہ منتقل کرا کر سرسری سماعت کے بعد رائے بہادر کو بری کر دیا اس پر رائے صاحب نے مجسٹریٹ پر خلاف قانون وارنٹ گرفتاری جاری کرنے اور اپنے اختیارات کو ناجائز طور پر استعمال کرنے کے سلسلہ میں گیارہ ہزار روپیہ ہرجانہ کا دعویٰ دائر کیا ہے۔

کراچی ۶ جنوری۔ ۱۹۳۶ء کے لئے خوبصورت ترین خاتون منتخب کرنے کے لئے کراچی میں خوبصورتی کا مقابلہ ہوا۔ جس میں مسز کوسی کو کثرت آراء سے مس ۱۹۳۶ء کا خطاب دیا گیا۔ پارسی اور سندھی عورتوں نے بھی اس مقابلہ میں حصہ لیا۔

کلکتہ ۶ جنوری۔ نواب بہادر کیپٹن خواجہ حبیب اللہ نواب ڈھاکہ نے کلکتہ خلافت کانفرنس کی صدارت کرتے ہوئے کہا۔ بنگال میں اردو کی ترویج و اشاعت کے لئے ہمیں کوشش کرنی چاہیئے۔ ڈاکٹر امبیدکار کے اعلان تبدیلی مذہب کے متعلق اظہار رائے کرتے ہوئے کہا کہ اس اعلان سے یہ توقع پیدا ہو گئی ہے۔ کہ ہریجن حلقہ بگوش اسلام ہو جائیں گے۔

نئی دہلی ۶ جنوری۔ علامہ عنایت اللہ مشرقی بانی تحریک خاکساران کو مقامی حکومت نے صوبہ سرحد کی حکومت کے ایما پر ایک نوٹس دیا ہے۔ کہ وہ صوبہ سرحد کی حدود میں داخل نہ ہوں۔

پشاور ۶ جنوری۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ حسن خیل قبیلہ نے پھر علم بغاوت بلند کر دیا ہے اور ٹیلیگراف کے تار کاٹ دئے ہیں۔ ہوائی جہازوں کے ذریعہ اس قبیلے کے دیہات پر اشتہارات پھینکے گئے جن میں انہیں تنبیہہ کی گئی۔ کہ اگر انہوں نے اپنی سرگرمیوں کو ترک نہ کیا۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی